# سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مجلس شوریٰ ۱۹۳۵ء

## سیکڑوں نمائندگان احمدیت کا مرکز احمدیت میں اجتماع

## ۱۹۳۵ء کے میزانیہ اور دیگر تجاویز پر غور و خوض

### حضرت امیر المومنین کی زندگی بخش اور روح پرور تقریریں

قوموں کی زندگی اور موت کے ساتھ جو امور تعلق رکھتے ہیں اُن میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ تمام قومیں جو دنیا میں زندہ رہنا چاہتی ہیں۔ اور بڑھنا چاہتی ہیں۔ وہ اپنا ایک دستور العمل بنا لیتی ہیں۔ جس میں دو امور پائے جاتے ہیں ایک شوریٰ اور دوسرے اطاعت۔ دنیا میں جس قدر نظام حکومت ہیں ان میں سے بہترین نظام یہی ہے۔

جن قوموں میں ڈکٹیٹر پائی جاتی ہے۔ وہ قومیں لمبی دوڑ میں دوڑ نہیں سکتیں۔ ان قوموں کا اصول صرف حکم ہے۔ حکم میں بعض اوقات حکم دینے والا اپنی طاقت کا اندازہ اور خیال کر لیتا ہے۔ وہ اس قوم کی طاقت کا اندازہ نہیں لگاتا جس نے اس حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب وہ قوم اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی تو وہ باغی ہو جاتی ہے۔ اس قوم کی دلچسپی ایک آدمی کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

اسی طرح شخصی حکومت کا حال ہے مگر وہ حکومتیں جو شخصی احترام کے ساتھ شوریٰ کو بھی اپنا دستور العمل بناتی ہیں۔ وہ دنیا میں لمبی زندگی اور اطمینان کامل حاصل کرتی ہیں۔

شوریٰ سے قوم کے تمام افراد کے اندر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم زندہ قوم کے زندہ جسم کا ایک حصہ ہیں۔ اور ہمارے نفع و نقصان پر قوم کے نفع نقصان کا بڑا تعلق ہے

لیکن جو قومیں صرف شوریٰ سے کام لیتی ہیں ان کے کام میں یہ نقص ہے کہ ان کی مجلسوں میں پارٹیاں بن جاتی ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس طرح ایک دوسرے کے خلاف جذبہ نفرت پیدا ہو کر اس مجلسی فتنوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اسلئے اسلام نے ان تمام نقائص سے بلند کر کے ایک اصول قائم کیا ہے۔

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ

یعنی شوریٰ بھی ہو تاکہ فرد قوم کا جزو بنا رہے لیکن شوریٰ کا فیصلہ کوئی چیز نہیں۔ اس سے بالا ایک ہستی ہے جو اگر چاہے تو شوریٰ کے فیصلے کو رد کر کے کسی ایک امر پر قوم کو حکم دے کہ یوں نہیں یوں کرو۔ اس سے نہ خانہ جنگی ہو سکتی ہے اور نہ پارٹیاں بن سکتی ہیں بلکہ ہر مشورہ دینے والا صحیح اصول پر مشورہ پیش کرتا ہے اس پاک اصل کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مجلس شوریٰ ہے۔ جس میں ہر جگہ سے چھوٹی سے چھوٹی انجمن بھی اپنا نمائندہ اسی طرح انتخاب کر کے بھیج سکتی ہے جس طرح ایک بڑی سی بڑی انجمن اپنا نمائندہ بھیج سکتی ہے اور ہر ایک نمائندہ اپنی اپنی جماعت سے کلی اختیار لے کر آتا ہے۔ اسطرح اس کی رائے ایک جماعت کی رائے قرار دیجاتی ہے یہ تمام آراء امام وقت کے حضور ان امور کے متعلق پیش کی جاتی ہیں جن کے متعلق امام کو مشورہ سننے کی ضرورت پیش آئے۔

اسطرح مختلف دماغوں کی محنت سے تیار کردہ ایک چیز امام الوقت کے حضور میں آجاتی ہے۔ جسے کہ علی العموم کثرت آراء سے وہ منظور فرما لیتا ہے اور کبھی سلسلہ کے مفاد کے لئے رد بھی کر دیتا ہے

سالہا سال سے سلسلہ کے منتخب شدہ نمائندے مرکز میں آکر سلسلہ کی بہتری اور بہبودی اور فلاح کے لئے اپنے امام کی موجودگی میں سوچتے اور غور کرتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کو منظور فرما لیتا ہے۔ تو

اسکو سال کے دوران میں کامیاب کرانے کے لئے بحیثیت ذمہ وار نمائندہ کے کوشاں رہتے ہیں۔ یہ وہ صحیح اور سنجیدہ دستور العمل ہے جسپر ہماری جماعت حضرت امیر المومنین کی زیر قیادت چل رہی ہے۔

اس سال بھی اس سنت جاریہ پر عمل کرتے ہوئے جماعت کے نمائندے سلسلہ کے مرکز میں جمع ہوئے۔

## آنیوالوں کا اخلاص

یہ لوگ سرتاپا اخلاص ہیں کہ قادیان میں حاضر ہوتے ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو متعدد مرتبہ سلسلہ کے مرکز میں آنا پڑتا ہے۔ مگر ہر دفعہ ان کا جوش بڑھتا جاتا ہے بعض ان میں سے تاجر پیشہ اور بعض ملازم اور بعض زمیندار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص کو صرف یہی قربانی نہیں کرنی پڑتی ہے کہ وہ آنے اور جانے کے اخراجات ادا کرتے ہیں بلکہ ان کو اپنے کاروبار کو بند رکھنے کی وجہ سے بھی ایک بڑی قربانی کرنی پڑتی ہے بعض تو ان میں سے اسقدر مخلص ہوتے ہیں کہ ایسٹر کی رخصتوں کے علاوہ مزید رخصتیں حاصل کرکے آتے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت قادیان میں صرف کرسکیں ان کی غرض اور ان کے اجتماع کا مقصد وحید صرف یہی ہوتا ہے کہ دنیا میں

### اللہ کا نام بلند ہو

اور بس۔ بہت سے یہاں ۱۶-۱۷ کو آ گئے تھے۔ ۱۸ کو حاضر ہونیوالوں کی تعداد اسقدر تھی کہ حضرت امیر المومنین ڈیڑھ بجے تک ملاقاتیں فرماتے رہے۔ اور پھر نماز ظہر کے بعد عصر تک ملاقاتیں فرماتے رہے۔ ۱۹ تاریخ کو ۱۲ بجے کی گاڑی سے بہت بڑی جماعت آئی مہمانوں کی آمد کی وجہ سے مسجد اقصیٰ باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو رہی تھی۔ اسلئے مسجد نور میں حضور نے خطبہ پڑھایا

## مسجد نور میں میرے تاثرات

مسجد نور میں بیٹھے ہوئے سنیما کی فلم کی طرح میری آنکھوں سے مسجد کی تاریخ کے ابواب گذرنے لگے۔ میرے تصور نے مجھے وہ منظر دکھایا جب حضرت خلیفہ اول اس مسجد کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ سچ ہیں لگی ہوئی بڑی بڑی ڈاٹوں نے اس مسجد کے متعلق حضرت خلیفہ اول کے ارادے میرے سامنے کردیئے خلافت اولیٰ کے جلسے۔ خلافت اولیٰ کی وفات کی گھڑیوں کے جلسے۔ انتخاب خلافت ثانیہ کا منظر۔ مولوی محمد علی صاحب کی سعی ناکام کا منظر سب آہستہ آہستہ میرے سامنے پھر گیا۔ اور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے میں نے دیکھا **وہ انسان** جس کے مٹانے کے منصوبے اس مسجد کے قریب بیٹھ کر کئے گئے اور اس مسجد میں جس کی مخالفت کی گئی آج اس کی خلافت پر ۱۷ سال گزر گئے۔ اور آج وہ اپنے ہزارہا خدام کے زمرے میں عزت و جلال کے مقام پر کھڑا ہے۔ اور انکو مٹانے کے منصوبے کرنے والے آج نظر تک نہیں آتے۔ میرا تصور مجھے اس اندرونی نظارہ سے بیرونی نظارہ کی طرف لے گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ آج ۱۷ سال کے بعد بھی ایک گروہ بیرونی دشمنوں کا پیدا ہوا ہے۔ جو پوری طاقت سے اور خطرناک شیطانی منصوبوں سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ میری روح اور وجدان نے مجھے

کہا کہ جو تو نے پہلے دیکھا تو پھر اکیے نمونہ دیکھے گا۔ اور اور اس لئے اس کے اندر جو روح بولتی ہے۔ وہ جس طرح سے باتیں کرتا ہے وہ زمین کی نہیں ہے بلکہ آسمان کی ہے اور زمین کی مخالفت آسمان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔

## خطبہ جمعہ

اس نے قوم کو وہ درس دیا جو موجودہ زمانہ کے کسی لیڈر نے نہ دیا۔ اس نے دنیا کو اس مقام پر کھڑا کرنا چاہا جسپر مشرق و مغرب کا کوئی مدبر اور سیاست دان اور قوم پرست نہ کھڑا کرسکا وہ بولا۔ اس کے بولنے میں **بجلی کی گرج** کا نظارہ اس کی قوت و شوکت دلوں کے زنگوں کو بھسم کرتی تھی اور اس کی چمک **قلب انسانی** میں ایک روشنی اور ضیاء پیدا کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ **مشرق و مغرب کے**

## مکتبِ اُمّیؐ کے مُبتدی

جو آئے مکتبِ اُمّیؐ میں طفلِ مُبتدی ہو کر
وہ ہر مضموں میں بالتعریف نکلے منتہی ہو کر
حسنؔ تم سے کوئی پوچھے کہ وہ کیسے؟ تو یوں کہدو
شہید و صالح و صدیق ہو کر اور "نبی" ہو کر

(حسن رہتاسی)

**جھگڑوں کو مٹا دو۔** اسلئے ہم خدا کے بندے اور غلام ہیں اور خدا کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں پھر تم کیوں **مشرق و مغرب پر جھگڑا** کرتے ہو اس نے ایسے الفاظ میں جو ہمیشہ کے لئے ہر دل پر نقش ہو رہے تھے کہا کہ ہم دنیا سے **ان تمام فرقوں کو مٹا کر انسانیت کی سطح پر لاکر کھڑا** کردیں گے یہ وہ چیز ہے جو آج دنیا کا بڑے سے بڑا راہنما نہیں پیش کرسکا۔

لینن کے وہ ظالمانہ اصول جن سے دنیا میں کبھی امن نہ ہوا۔

ہٹلر کی وہ تنگ نظری جس نے یہود کے لئے جرمن کی زمین تنگ کردی۔

مسولینی کے مطمح نظر کہ میں دنیا میں ایک دفعہ پھر رومن امپائر قائم کروں گا۔ دنیا میں تفریق و تشطیط کا ایک خطرناک باب کھول رہے ہیں۔ جو کبھی خونریزی کو مٹا نہیں سکتے۔

اسوقت ہر قوم کی جد و جہد ہے کہ **دوسروں کو مٹا کر خود جیو**

لیکن

صرف اور صرف ایک ہی راہنما ہے۔ جو کہتا ہے کہ ساری دنیا کو اپنے اندر جذب کرکے **قدم آگے بڑھاؤ** اسلئے کہ ہم میں مشرق و مغرب مغل اور پٹھان کا سوال کوئی نہیں۔

یہ وہ مقام ہے جسپر کھڑا ہو کر ہمارا مرشد کامل ہماری راہنمائی فرما رہا ہے۔ اس مفہوم کی تقریر کو خطبہ جمعہ میں سینکڑوں دلدادگان نے سنا۔ انھوں نے

کس قسم کے جذبہ سے سنا۔ ان کے دلوں پر اس کا کیا اثر ہوا؟ اور کس قسم کے جذبات ان کے دلوں میں موجزن ہوگئے ہیں ان کے قلبی تاثرات کا نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔

ہاں اسقدر کہوں گا کہ جمعہ کی نماز کے سجدے

### اپنی چیخوں اور گریہ وزاری سے مسجد کی فضا

کو بھر رہے تھے۔ میرے کانوں نے ان چیخوں کو سنا۔ اور مجھے محسوس ہوا کہ دل سیماب کی طرح پگھل کر رب العزت کے حضور عجز و انکساری سے بہہ رہے ہیں۔ اسوقت میں نے جانا کہ اسطرح انبیاء انسانی قلوب کو گوندھ کر ایک اڑنے والا پرندہ بنا دیتے ہیں۔

انی اخلق من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ

اور اسطرح وہ **انسانی قلوب** کے پرندے **روحانی فضا** میں اڑ کر عرش رب العلمین تک پہنچ جاتے ہیں

اور اس طرح وہ پست انسان اور وہ گری ہوئی قومیں گوندھنے والے ہاتھ سے گوندھے جا کر زمین کی پستی سے نکل کر آسمانی بلندیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ وہ گرہ ہیں جو نہ صرف زندگی کے لئے بلکہ ارتقاء اور ارتفاع اور **حیات ابدی** کے لئے خدا کے مامورین اور ان کے خلفاء ہی پیش کرسکتے ہیں اور کوئی نہیں

نماز جمعہ اور عصر حضور نے جمع کرکے پڑھائی۔ نماز کے بعد احباب کا شوق و ذوق بڑی سرگرمی سے انکو سکول کے ہال کی طرف لے گیا۔ جہاں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا خواہشمند تھا۔ کہ پہلے داخل ہو تا کہ ایسی جگہ حاصل ہوسکے جس سے حضور کا قرب ہو چہرہ مبارک نظر آتا رہے۔ اور آواز پوری صفائی سے سنی جاسکے۔ ہال کمرہ میں اس دفعہ اسٹیج کا رخ بدل دیا گیا تھا۔ اسٹیج ہال کے وسط میں مشرقی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ پبلک جو اسٹیج کے سامنے بیٹھی تھی ان کے منہ مشرق کی طرف تھے۔ اسٹیج بلند و بالا بنائی گئی تھی جسپر حسب معمول افسران صیغہ جات بیٹھے تھے اور ان کے اردگرد ایک اسٹاف کے ممبر

### مجلس مشاورت کا طرۂ امتیاز

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس کے ہر کام میں خدا ہی مد نظر ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ اپنی کوئی طاقت نہیں سمجھتا بلکہ ہر طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہے اسلئے ہر ایک احمدی من حیث الفرد اور جماعت من حیث الجماعت اپنے کام کی ابتداء دعا ہی سے کرتی ہے چنانچہ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد یہ تمام بندگان خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانے لگے اور ان سب کے سر پر حضرت امیر المومنین خود تھے۔ ہر ایک احمدی نے پوری تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نصرت کو جاذب کرنا چاہا۔ دعا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی افتتاحی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ پوری تقریر تو معاصر الفضل ہی شائع کرسکے گا مگر اس تقریر کا چند لفظوں میں خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا انہماک دین کے لئے اسقدر ہونا چاہئے کہ اگر موت بھی آجائے تو ہم اس کو کہیں کہ

**پیچھے ہٹ جا مجھے اپنے کام کی تکمیل کرنی ہے**

یہ وہ نظریہ ہے جس نے انسانیت کے مقام کو بہت بلند کردیا ہے اور یہ وہ درس ہے جس نے ہم کو بتلایا ہے کہ ہم کو سلسلہ کی نشر و اشاعت کے لئے نہ صرف سستیوں اور غفلتوں کو ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ بلکہ موت کے خوف سے منہ موڑ لینا چاہئے اور موت و حیات کے مسئلہ سے بالا ہو کر سلسلہ کی اشاعت میں

# سیرۃ المہدی کا ایک ورق

## حضرت صوفی نبی بخش صاحب کی زبانِ قلم سے

(۱)

ایک دفعہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ مجھے کچھ پڑھنے کا ارشاد ہو۔ فرمایا

**بعد نماز عشاء تازہ وضو کیا کرو۔ اور دو رکعت نماز اس طرح سے پڑھا کرو کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورۃ واللیل۔ والضحیٰ اور کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص۔ فلق اور والناس پڑھا کرو۔ اور اس کے بعد ۳۰۰ دفعہ درود شریف اور ۳۰۰ دفعہ استغفار پڑھا کرو اور چارپائی پر لیٹے لیٹے یہ پڑھتے رہا کرو یاعلیم علمنی یاخبیر اخبرنی**

میں ابھی لاہور پہنچا ہی تھا کہ حضور کا کارڈ پہنچا جس میں آپنے تحریر فرمایا۔ آپ ماشاء اللہ جوان آدمی ہیں۔ تہجد کا التزام کریں۔

(۲)

ایک مرتبہ میں اور چند اور اصحاب حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گائے کے گوشت کا ذکر آیا فرمایا:۔

**گائے کا گوشت بھی بعض صورتوں میں مفید ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ سے کسی امر کے انکشاف کا طالب ہو تو وہ روزہ رکھے۔ اور گائے کے گوشت سے افطار کرے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے اور اسی جگہ لیٹ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ خواب میں اکثر امور کھول دیتا ہے جس کا وہ سائل ہوتا ہے**

(۳)

ایک دفعہ میں اور چند احباب بیٹھے تھے آپنے فرمایا کہ:۔

**سردی کے موسم میں ایک آفتابہ مٹی سے بھر کر اور انگیٹھی میں چند ...**

**سو۔ تو تہجد کے وقت پانی گرم ہو جائیگا اور وضو کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی**

اس کے بعد آپنے یہ آیت پڑھی:۔

**والمدبرات امرا**

**یعنی اللہ تعالیٰ تدبیر کرنیوالوں کی قسم کھاتا ہے**

(۴)

### تہجد پڑھنے کا طریق

ایک دفعہ صبح کی نماز کے وقت حضور تشریف لائے نماز کھڑی ہونے والی تھی۔ آپ آتے ہی میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضور کا بایاں شانہ میرے دائیں شانہ سے ملحق تھا۔ آپنے فرمایا:۔

**تہجد یوں بھی پڑھا کرتے ہیں۔ کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ تین بار اور دوسری رکعت میں پانچ بار۔ تیسری رکعت میں سات بار**

اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ اور سب لوگ نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔

(۵)

ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضور سے پہلے جب ہم اپنے مشائخ سے ملنے جایا کرتے تو کوئی نہ کوئی وظیفہ پوچھا کرتے آپ بھی کوئی وظیفہ فرمادیں آپنے فرمایا

**بعد نماز عشاء ۳۰۰ مرتبہ درود شریف اور ۳۰۰ مرتبہ استغفار پڑھا کرو۔ اور نماز صبح کے بعد سورہ یٰسین اور سورہ واقعہ پڑھا کرو۔**

لیکن وہ ملازمت کا زمانہ تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد فوراً مجھے نیند آجاتی۔ اور حضور کے فرمان کے مطابق عمل نہ کرسکتا۔ اسلئے میں نے یہ خود تجویز کی کہ تہجد کے بعد صبح کی سنت پڑھ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا۔ اس کے بعد درود شریف۔ استغفار۔ سورہ یٰسین اور واقعہ پڑھ لیا کرتا۔ لیکن یہ میری احتیاط تھی۔ اسلئے ایک سالانہ جلسہ پر جب حضرت اقدس اور ہم سیر سے واپس آئے تو میں نے عرض کیا کہ درود شریف اور استغفار میں صبح کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرتا ہوں کیونکہ عشاء کے بعد مجھے نیند آجاتی ہے۔ آپنے فرمایا "ہم نے کونسا وقت بتایا تھا" میں نے عرض کیا کہ بعد نماز عشاء۔ فرمایا "اصل وقت تو وہی ہے۔ لیکن آپ بعد نماز فجر ہی پڑھ لیا کریں۔

(۶)

### وظائف کا خلاصہ

تہجد ۸ رکعت ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳-۱۵-۱۷

ہر ایک رکعت میں دو دو دفعہ پڑھائی جاوے اور جو سورۃ چاہے اسکے ساتھ اگر ہمت تو ذیل کا طریقہ اختیار کرے۔

### تہجد کا طریق از مسیح موعود ع

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ۳ بار اور واللیل والضحیٰ۔ قل یا ایہا الکافرون ایک ایک بار

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ۵ بار اور سورۃ اخلاص۔ معوذتین ایک ایک بار

تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سات بار۔ آیت الکرسی ایک بار۔ سورۃ یٰسین ۳ رکوع۔

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ ۹ بار۔ سورۃ یٰسین آخری دو رکوع۔

پانچویں رکعت میں سورۃ فاتحہ ۱۱ بار۔ سورۃ واقعہ پہلے دو رکوع۔

چھٹی رکعت میں سورۃ فاتحہ ۱۳ بار سورۃ واقعہ آخری ایک رکوع

ساتویں رکعت میں سورۃ فاتحہ ۱۵ بار۔ سورۃ اخلاص ایک بار

آٹھویں رکعت میں سورۃ فاتحہ ۱۷ بار۔ معوذتین ایک ایک بار

اس کی تصدیق ملک محمد صاحب بادرکلاں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے بھی مجھے پہنچی ہے

بعد نماز صبح ۳۰۰ دفعہ درود شریف

بصیغہ اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

بعد نماز صبح ۳۰۰ دفعہ استغفار

**استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ**

اگر تہجد میں سورۃ یٰسین اور واقعہ پڑھ سکے تو خوب ورنہ نماز صبح کے بعد ہر روز پڑھے۔

(۷)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے چند سال بعد تک ایسے واقعات پیش آتے رہے کہ میں قریباً ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا۔ لیکن کبھی میں نے اپنی تنگی کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن جب بات حد سے گذر گئی اور کوئی راہ مخلصی کی نظر آتے نہ دیکھی تو میں نے عرض کیا کہ

(۱) حضور کا مرید ہونے کے بعد مجھ پر عجیب کیفیت گذر رہی ہے۔ میری بیوی مجھ سے شکایت کرتی ہے کہ اچھے تم احمدی ہوئے کہ جو کچھ میرے پاس احمدیت سے پہلے زیور وغیرہ تھا۔ وہ سب بک گیا۔ اور ...

مزید قرضہ بھی ہو گیا

(۲) والد صاحب ہمیشہ شکایت کرتے ہیں کہ تم نے کبھی ہماری خدمت نہیں کی۔

(۳) میرے دل میں بھی اکثر خیال آتا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں پر فضل الٰہی ہے کہ سینکڑوں روپیہ دین کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ فراخت دے۔ تو میں بھی مال کے ذریعہ دین کی خدمت کروں۔ آپ دعا فرمادیں کہ میری تنخواہ دو چند سہ چند ہو جاوے۔ تاکہ میں اس قرضہ سے سبکدوش ہو جاؤں اور دین کی خدمت بھی کر سکوں۔

(۴) ہمارے ایک دوست کے خاندان کی جوان لڑکی ہے۔ جس کا خاوند چار سال سے مفقود الخبر ہے۔ وہ سب خاندان اس بات سے بہت پریشان ہے دعا فرمادیں کہ اس کا کہیں پتہ لگ جائے۔

آپنے فرمایا:۔

**آپنے کبھی اپنی تکالیف کا ذکر نہیں کیا یاد دلاتے رہا کرو۔**

اسوقت میری تنخواہ مبلغ ۵۵ روپے ماہوار تھی اس کے چھ ماہ کے اندر اندر ہی آپ کی دعا سے مجھے افریقہ میں ملازمت مل گئی اور میری تنخواہ پوری سہ چند ہو گئی یعنی ماہانہ ۱۲۰ اصل اور ۵۰ روپے کو اٹر الاؤنس ملکہ ایک سال کے بعد ۵۰ اور بھی ترقی ہو گئی۔ تین سال کے قریب میں وہاں رہا۔

یہ آپ کی استجابت دعا کا ایسا بین ثبوت ہے کہ آپ کی دعاء سے تھوڑے عرصہ میں میرا سب قرضہ ادا ہو گیا۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار کے قریب بچت بھی ہو گئی۔ اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر سلسلہ احمدیہ کی مال سے بھی خدمت کی۔ اور اس مفقود الخبر آدمی کی خبر بھی مل گئی۔ الغرض یہ دعا ہے یا معجزہ ہے مسیح ناصری اور مسیح محمدی کی دعائیں ان کے مراتب کو بین طور پر ان کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہیں۔

(۸)

افریقہ سے آنے کے بعد چند دن کے لئے ۱۹۰۲ء میں ریویو آف ریلیجنز میں کلرک ہو گیا۔ بابو ابناش صاحب آنجہانی کو ہمیشہ از روئے شفقت میری ملازمت کی فکر رہتی۔ ان کا ایک کارڈ بدیں مضمون میرے پاس پہنچا کہ اگر واقعی آپ جوگی ہو گئے ہو۔ اور ہمیشہ کے لئے قادیان رہنا ہے۔ تو خیر ورنہ اس کارڈ کے دیکھتے ہی لاہور چلے آؤ۔ میں نے وہ کارڈ ظہر کی نماز کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ آپنے فرمایا:۔

**اسی وقت چلے جاؤ۔** مینے عرض کیا کہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ آپنے فرمایا

**جب ہم جوان تھے تو تیز تیز چلا کرتے تھے۔** میں نے پھر خوف کے لہجہ میں عرض کیا کہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ پھر دوبارہ فرمایا

**جب ہم جوان تھے تو بہت تیز چلا کرتے تھے**

میں اسی وقت چل پڑا۔ لیکن جب نہر سے پار ہوا۔ تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا زمین پاؤں کے نیچے سے نکل رہی ہے۔ میں ایسے وقت میں بٹالہ پہنچا جبکہ گاڑی سٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔ بغیر گنتی کے میں نے پیسے ٹکٹ بابو کے آگے رکھدیئے۔ اس نے گن کر کہا کہ ٹھیک ہیں۔ جب میں ٹکٹ لیکر پلیٹ فارم کی طرف چلا۔ تو دیکھو دگیٹ کیپر نے دروازہ کھولدیا۔ اور ایک معمر آدمی نے گاڑی کی کھڑکی کھولدی

جب میں گاڑی میں بیٹھ گیا تو دریافت کیا کہ گاڑی کے اتنی دیر سے پہونچنے کا کیا سبب ہے؟ اس پر اس معمر مرد نے کہا کہ ظاہر میں تو کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے پچھلے سٹیشن گاڑی ۴۵ منٹ ٹھیری رہی

غرض میرے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی۔ اور جب میں لاہور سٹیشن پر پہنچا تو مجھے الہام ہوا ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ شام کو میں بابو ابناش چندر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انھوں نے مجھے ایک چٹھی پنڈت گوپی ناتھ پانڈیہ کے نام لکھدی۔ اور میں کالکا شملہ ریلوے میں ملازم ہو گیا۔ یہ بھی آپ کی استجابت دعا کا ایک معجزہ ہے۔

(۹)

لاہور میں ایک دفعہ سخت ہیضہ پڑا۔ میں نے دعا کے لئے ایک کارڈ لکھا۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا

**ہم نے دعا کی ہے۔**

ہم سب گھر والے محفوظ رہے۔ حالانکہ لاہور میں خصوصاً موچی دروازہ میں سخت بے چینی تھی۔

(۱۰)

موچی دروازہ لاہور میں ایک مسجد تھی اس کے نزدیک ایک لاولد پیرزن تھی۔ مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے مکان کو حصہ مسجد سے ملحق کر دیا جاوے لیکن وارثان سخت مزاحمت کرتے تھے۔

بعض آدمی جو میرے واقف تھے میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو دعا کے لئے عرض کریں میں نے خط بھی لکھا اور خود بھی قادیان حاضر ہوا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت وہ تمام اشخاص جو اس کارخیر میں مزاحمت کرتے تھے مع اس وکیل کے جو ان کے مقدمہ کی پیروی کرتا تھا۔ دو تین ہفتہ کے اندر ہی اندر راہی ملک بقا ہوئے۔ اور اس پیرزن کی وصیت پر عمل درآمد ہونے کے لئے راہ صاف ہو گئی۔ لیکن ان لوگوں نے دعا سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ آپ کی دعا کی قبولیت کا یہ ایک بین نشان تھا۔

(۱۱)

دسمبر ۱۹۰۲ء کو مع اہل وعیال کے قادیان حاضر خدمت ہوا۔ میری اہلیہ نے بیعت کی۔ اسوقت میرا لڑکا محمد شریف دودھ پیتا تھا۔ حضرت اقدس نے دریافت فرمایا اس کا کیا نام ہے؟ میری اہلیہ نے عرض کیا ذو القرنین۔ آپنے فرمایا

**ذو القرنین تو ہمارا نام ہے۔ اس کا نام محمد شریف رکھو۔**

چنانچہ اس کا نام محمد شریف رکھا گیا۔

(۱۲)

قریباً جولائی ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک ماہ کی رخصت پر موضع سیدکراں گیا۔ کچھ تنازعہ اس بات کا تھا کہ میں اپنے والد صاحب سے عرض کروں کہ وہ اپنی زندگی میں ہی ہم دونوں بھائیوں میں اپنی جائیداد تقسیم کر دیں۔ میرے سسرال والے مجھے مجبور کرتے کہ میں بالمشافہ اپنے والد صاحب سے اس بارے میں گفتگو کروں۔ اس طریق عمل کو میں بہت ہی ناپسند کرتا۔ لیکن وہ اس بات پر اصرار کرتے۔ آخر میں اپنے ہم زلف کے ہمراہ چکوال چلا گیا رات کو اثنائے گفتگو میں میری سالی نے بیان کیا۔ کہ یہاں ایک سید صاحب تھے۔ جو بڑے صاحب کمال تھے۔ ان سے مینے اپنی دونوں چھوٹی بہنوں کے نکاح کے لئے دعا کی درخواست کی۔ انھوں نے فرمایا مت غم کر بڑی لڑکی گاؤں میں بیاہی جائے گی۔ اور چھوٹی شہر میں۔ غرضیکہ وہ اسی طرح سے پورا ہوا۔ جیسا کہ انھوں نے فرمایا تھا مینے پوچھا کہ وہ سید صاحب کہاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد میں سو گیا۔

صبح کے قریب مینے ایک خواب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا میرے سینہ کے قریب کھڑا ہے اور آسمان و زمین سے ایک بلند آواز آرہی ہے "دیکھو تجھے اس گھر سے کچھ نہیں ملنا۔ ہمنے تم کو دو لعل دیئے ہیں۔ تم ان کی خدمت کرو۔ **مرزا مسیح ہے**"

یہ خواب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ آپنے تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا

**چھوٹے لڑکے سے مراد فرشتہ ہے لعل سے مراد لڑکے ہیں۔ خدمت سے مراد تعلیم و تربیت ہے۔ مرزا مسیح ھے یہ اس کی تصدیق میں آیا ہے** ۔ اور فرمایا

**بڑے مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب) پر ایک مقدمہ تھا۔ مینے دعا کی تو ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا۔ جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا مینے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ وہ کہنے لگا میرا نام حفیظ ہے۔ پھر وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا**

خدا کی قدرت مجھے اس جائیداد سے کیا ملکہ والد صاحب کے گھر سے کچھ بھی نہیں ملا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک دفعہ اپنی سوتیلی بہن سے ایک لڑکی کے رشتہ کے لئے کہا اس نے منظور بھی کر لیا۔ مگر وہ لڑکی دو ہفتہ کے اندر ہی فوت ہو گئی۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے

(۱۳)

نسیم دعوت چھپ چکی تھی۔ بہت سے احباب سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ حضرت اقدس سیر کے لئے نکلے اور بڑے بازار سے نکل کر ریتی چھلہ کی طرف جا رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے جہاں سے راستہ موضع بھینی کی طرف جاتا ہے میں نے بھی کوشش کی کہ آپ کی تقریر سے فائدہ اٹھاؤں۔ بہت کوشش کے بعد میں حضور تک پہنچ گیا۔

جب حضور نے میری طرف دیکھا۔ تو جو تقریر جاری تھی [illegible] کو درمیان میں چھوڑ دیا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔

**[illegible] گوشت کھانا بھی کیا چیز ہے۔ ہمیں تو ایک سال ہو گیا ہے گوشت نہیں کھایا۔ آج بھی گھی کی روٹی آم کے اچار کے ساتھ کھا کر آئے ہیں۔**

یہ فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ کسی نے مجھے ایسا دبایا۔ کہ [illegible] حضرت اقدس سے علیحدہ ہو گیا۔

[illegible] میں نے اس طریق پر عمل کرنے سے بہت فائدہ اٹھایا ہے

(۱۴)

[illegible] ایک دفعہ میں نے پنڈت لیکھرام آنجہانی کے مقابل میں اوسماج وچھووالی میں ایک نظم پڑھی جس کو مینے اخبار

البدر میں جس کے ایڈیٹر اسوقت میاں محمد افضل صاحب مرحوم تھے شائع کرایا۔ شائع کرانیسے پہلے حضور کے دربار میں بھی سُنائی۔ آپنے اس نظم کی شوکت الفاظ کی بہت تعریف فرمائی۔ ناظرین اس نظم کو اخبار البدر میں ملاحظہ فرمالیں۔

(۱۵)

اب میں آپکے وصال کے دن کا واقعہ آپ صاحبان کے گوش گذار کرتا ہوں۔ منگل کا دن تھا۔ مئی ۱۹۰۸ء کی ۲۶ تاریخ تھی۔ میں ایک کام کے لئے منیجر لاہور بنک سے ملنے گیا۔ واپسی احمدیہ بلڈنگس کے پاس سے گذرا۔ شیخ نوراحمد صاحب جو خواجہ کمال الدین صاحب کے ملنے والے تھے اور میرے پرانے واقف تھے مجھے کہنے لگے کہ آج حضرت صاحب سخت بیمار ہیں۔ چونکہ مجھے بہت سخت بھوک لگی تھی اور تکان بھی تھی۔ مینے کہا کہ شیخ صاحب! مدت سے تجربہ ہے کہ حضرت صاحب کی طبیعت اکثر علیل ہے۔ اور دو گھنٹہ کے بعد آپ پھر تندرست ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سخت بیماری کے بعد بھی جب ذرا فرصت ہوتی تو کوئی نہ کوئی مضمون لکھ کر شائع کرنے کے لئے بھیجدیتے ہیں۔ مجھے چونکہ از حد بھوک لگی ہے۔ اسلئے میں کھانا کھانے کے بعد آؤں گا یہ کہہ کر میں وہاں سے گھر چلا گیا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد استراحت کے طور پر میں ذرا لیٹ گیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں خود بخود بیدار ہو گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت تھا پھر جب میری بیوی نے کہا کہ اب ظہر کا وقت تنگ ہے۔ گھر میں نماز پڑھ لو۔ لیکن دل نے گواہی نہ دی۔ آخر کار میں استفتائے قلب کے مطابق وہاں سے چل پڑا۔ گھر سے نکلنے کے بعد ابھی میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ عجیب کیفیت میرے وجود پر طاری ہوئی۔ مینے دیکھا کہ ایک لطیف سی چیز ہے جو آسمان سے اُتر رہی ہے۔ اور اس نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اور غیب کا ایک ہاتھ ہے جو میری کمر کو تھامے ہے اُس نے مجھے اُٹھایا اور تقریباً سو قدم کے لا ڈالا۔ پھر وہاں سے مجھے اُٹھایا اور سی فاصلہ کے قریب پر میرا پاؤں لگا۔ غرض اسطرح میں برگنزا ہوٹل کے قریب پہنچا جو لاہور اسٹیشن کے سامنے ایک مشہور انگریزی ہوٹل ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو نہر جاری تھی مجھے الہام ہوا "غسل کر لے" میں نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ مینے ایک طرف کپڑے اُتارے غسل کرنے کے بعد کپڑے پہن کر ابھی دو تین ہی قدم چلا ہوں گا کہ پھر الہام ہوا "تازہ وضو کرلو" میں پھر واپس نہر پر گیا اور تازہ وضو کیا۔ جب میں اس سڑک پر پہنچا جو لاہور اسٹیشن سے احمدیہ بلڈنگس کی طرف جاتی ہے پھر وہی آسمانی نور نازل ہوا۔ اور اسی طرح میری کمر میں کسی رجال غیب نے ہاتھ ڈالا۔ اور دو تین منٹ میں احمدیہ بلڈنگس میں پہنچا دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو عجیب طرح کا شور تھا۔ لوگ ایک دوسرے سے کوزے چھیننے میں زبردستی کر رہے تھے لیکن میں اطمینان سے کھڑا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں کسی نے آواز دی کہ

## جنازہ تیار ہے

میں نے حیرت سے پوچھا کہ کس کا جنازہ۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اسوقت جو حالت مجھ پر طاری ہوئی اسکے بیان کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ لیکن جب میں اس نظارہ پر غور کرتا ہوں جو مجھ پر گذرا تو اس میں ایک بین نشان پاتا ہوں کہ ان فرشتوں نے جو حضور کے کام میں لگے ہوئے ہیں میرے ساتھ کیسی وفا کی۔ یہ اُن کا وفا ہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا ہے کہ کس طریقہ سے حضور نے اپنے جنازہ میں اپنے ایک پرانے خادم کو شریک کرایا۔ یہ نشان آسمانی جو میں نے بچشم خود دیکھا ہے وکفی باللہ شہیداً ہ

اور بھی کچھ چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں۔ لیکن اہل بصیرت کے لئے اتنے ہی کافی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ ہم میں مبعوث ہوا۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کرکے اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ کل نفسٍ ذائقۃ الموت۔ یہ پیالہ ہے جو ہر ایک نے پینا ہے۔ لیکن جنھوں نے مانا ہے وہ بھی غور کریں اور دنیا سے دل نہ لگائیں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ اور جو منکر ہیں وہ بھی اپنے انجام کا فکر کریں اور انبیاء کے منکرین کے حالات سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ انکا وہی حال ہو گا جو منکرین انبیاء کا حال ہوا

فاعتبروا یا اولی الابصار

یہ وہ کامل انسان تھا جس سے ہم نے فیض پایا۔ جو چودھویں صدی کے سر پر اسلام کے دوبارہ زندہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا گیا تھا۔ رات دن دعا میں مشغول رہتا

اسلام اور مسلمانوں کا سچا غمگسار تھا۔ رو رو کر دعائیں کرتا۔ اس کے فیضان سے دوسرے بھی اسلام کی دوبارہ زندگی کے لیے روتے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور عاجزی سے رونا جانتی ہیں۔ خدا انھیں کو اپنے جمال کے مشاہدے سے سرفراز کرتا ہے جو اس کے سچے عاشق ہیں اور وہی اس کو پاتے ہیں ربنا واجعلنا منھم

یارب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

# روایات
## جناب قاضی محمد یوسف صاحب آف پشاور

جناب قاضی صاحب ۱۹۰۱ء میں احمدی ہوئے پہلی دفعہ ۱۹۰۲ء میں قادیان تشریف لائے ان دنوں حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ شہید بھی ٹھیرے ہوئے تھے۔ پھر دسمبر ۱۹۰۳ء میں اور پھر جولائی ۱۹۰۴ء میں تشریف لائے۔ اُسوقت گورداسپور کے مقدمات کا سلسلہ شروع تھا وہیں گورداسپور میں حضور کے ساتھ قیام رکھا۔ ستمبر میں گورداسپور سے لاہور گئے پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی شادی پر قادیان تشریف لائے۔ اور یہاں کچھ عرصہ ٹھیرے۔ اور اسی طرح متعدد مرتبہ اس کے بعد بھی تشریف لاتے رہے۔

قاضی صاحب ایک زبردست اہل قلم اور مشہور مصنف اور شاعر ہیں۔ صوبہ سرحد میں ان کی شخصیت تمام احمدیوں میں مسلمہ ہے۔ منکرین خلافت کے رد میں انکی قوت علمی نے بڑا کام کیا۔ آج کی صحبت میں ہم اُن کی روایات جو انھوں نے ذکر حبیب کی ایک مجلس میں بیان کیں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)



(۱)

## ۱۹۰۴ء کا ایک سفر اور چوروں کا حملہ

قاضی صاحب نے بیان کیا کہ مندرجہ ذیل روایت کے راوی جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے بیان کی کہ ایک سفر میں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ سید احمد نور کابلی بھی اس سفر میں تھے۔ مگر وہ آگے تھے۔ حضور رتھ میں سوار تھے اور رتھ میں حضور کے ساتھ سید محمد احسن صاحب امروہی اور ایک اور صاحب تھے اتفاق سے چور راستہ میں مل گئے۔ انھوں نے رتھ کو گھیر لیا۔ وہ قاتلانہ حملہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر چوروں میں اختلاف ہو گیا ایک کہتا تھا کہ تم وار کرو۔ دوسرا کہتا تھا کہ تم کرو۔ آسمان پر ابر تھا۔ اسلئے اندھیرا بھی تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب چمکتے ہتھیاروں کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ مگر حضرت اقدس نے ذرا بھی پروا نہ کی۔ بلکہ حضور کے چہرے پر ایک جلال اور اور نور برس رہا تھا۔ ماتھے سے روشنی ظاہر ہو رہی تھی۔ چوروں کے اس اختلافی جھگڑے میں سید احمد نور آپہنچے اور وہ بھاگ گئے۔

(۲)

## حضور کا حلیہ مبارک اور طرز زندگی

حضور کا طرز زندگی بہت سادہ تھا۔ گفتگو کے دوران میں پنجابی الفاظ بھی استعمال کر لیتے تھے۔ حضور کی زبان میں کچھ لکنت بھی محسوس ہوتی تھی۔ لباس بہت سادہ پہنتے تھے۔ سر مبارک پر ململ کی پگڑی۔ گرم صدری۔ اور کوٹ اور گرم کپڑے بالعموم رکھا کرتے تھے۔ لباس میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔ پاؤں میں پنجابی جوتی پہنا کرتے تھے۔ بٹنوں کی یہ حالت تھی کہ کبھی کوٹ کے بٹن واسکٹ میں اور کبھی واسکٹ کے بٹن کوٹ میں لگ جاتے تھے۔ اور حضور اس کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتے تھے۔

حضور کی داڑھی مبارک گھنی تھی جس کا رنگ سُرخ سیاہی مائل تھا جو بہت خوبصورت اور موزوں معلوم ہوتی تھی۔ سر مبارک کے بال سیدھے تھے حضور کا چہرہ مبارک گندم گوں خوبصورت تھا۔ پیشانی مبارک کھلی اور نمایاں تھی۔

حضور داڑھی منڈوانے والے اور حقہ پینے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

مسجد مبارک میں اس زمانے میں چھ آدمی ایک صف میں آسکتے تھے۔ نوافل اور سنن حضور اس زمانہ میں گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ نماز میں امام حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ ہوتے تھے۔ حضور لنگر چھوٹی رکھتے تھے پپوٹے آپکے بڑے بڑے اور اُبھرے ہوئے تھے

حضور کی مجلس میں یہ امتیاز نہیں ہوتا تھا کہ کون کہاں بیٹھا ہے۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تو فرما دیتے کہ فلاں صاحب ہیں۔ حضور کی مجلس میں مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی دلیرانہ گفتگو نہ کرسکتا تھا۔ جو لوگ حضور سے کوئی سوال کرتے حضور اس کا جواب دیدیتے تھے۔

(۳)

## حضور کا عفو

ایک شخص حضور کی مجلس میں آیا اور پاؤں دبانے لگا مگر اس کو پاؤں دبانے کا طریق نہ آتا تھا۔ وہ ایسے

طریق پر دبا رہا تھا جیسے چونڈیاں مارتا ہو۔ حضور کو تکلیف بھی تھی۔ مگر یہ خیال کرکے کہ یہ محبت سے دبا رہا ہے لے کچھ نہ کہا۔ اور چشم پوشی فرماکر چپ ہو رہے۔

(۴)

## حضور کے کھانے کے متعلق

میں نے حضور کو کھانا تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے حضور کے ہاتھ میں ڈھیلا تا تھا۔ اور پنکھا بھی جھلتا تھا۔ حضور کے کھانے میں چند پھلکے۔ آم کا اچار۔ دہی اور تھوڑا سا شوربہ ہوتا۔ آم کے موسم میں کبھی کچھ پکے ہوئے آم بھی ہوتے تھے۔

مینے دیکھا کہ جب کھانا آتا ویسے ہی اُٹھ جاتا تھا۔ چند نوالے دہی سے یا شوربے سے تناول فرما لیتے۔ آپ کھانے دقت روٹی کے چھوٹے چھوٹے ریزے کرتے جاتے تھے۔ جو بعد میں خادم کوٹھے پر پرندوں کو ڈالدیتے تھے۔ مخالف کہتے ہیں کہ حضور اچھا کھانا کھاتے تھے۔ مگر ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا۔

(۵)

## مہمان نوازی کی شان

ایک دفعہ میں ۱۹۰۵ء میں قادیان آکر ٹھیرا ہوا تھا۔ میرے ساتھ مولوی غلام حسین صاحب کا ایک لڑکا۔ اور سید عبدالجبار شاہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ کھانے کیوقت میر مہدی حسین صاحب ہم کو بلانے کے لئے آئے حضرت اقدس نے کھانا بھیجا۔ منشی شادی خان کی والدہ نے ہمارے سامنے کھانا رکھا۔ اتفاق سے میرے سامنے کے کھانے میں مکھی نکل آئی۔ مینے کھانا بند کر دیا۔ شادیخان صاحب کی ماں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ مینے کہا کہ کھانے سے مکھی نکل آئی ہے اس نے برتن میرے سامنے سے اُٹھا لیا۔

حضرت اقدس کو کسی طرح علم ہوگیا۔ حضور بیت الفکر میں ساتھ ہی بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپنے شادی خان کی والدہ کو بلاکر پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو اُسکے بتلانے پر حضرت نے فوراً کھانا اُٹھوا کر بھیجدیا اور جو نوالہ ہاتھ میں تھا وہ بھی اسی میں چھوڑ دیا۔

(۶)

## انبیاء دنیا میں شرک مٹانے کیلئے آتے ہیں

۱۹۰۷ء میں میں ایک دفعہ حضور کے پاؤں مسجد میں دبا رہا تھا۔ مولا بخش صاحب سیالکوٹی اپنے ساتھ ایک لڑکا لائے وہ حضور کے پاؤں پر گر پڑا۔ حضور نے جلدی سے ہاتھ سے پیچھے ہٹا دیا۔ اور فرمایا کہ انبیاء دنیا میں شرک مٹانے کے لئے آتے ہیں۔ اسپر ایک لمبی تقریر فرمائی۔

(۷)

## مقدمہ کرم دین آپکی سچائی کا ایک ثبوت تھا

کرم دین جہلمی کے مقدمہ میں حضور نے ایک اشتہار دیا جس میں بعض الہامات بھی شائع فرمائے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:۔

(۱) والعاقبة للمتقين
(۲) انی صادق انی صادق
(۳) قل عندی شهادات من الله فهل انتم مسلمون

حضور نے فرمایا — اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ مقدمات ہمارے حق میں ہوں گے۔ پہلی پیشی جہلم میں ہوئی حضرت عبداللطیف شہید بھی ساتھ تھے مواھب الرحمان ان ہی ایام میں طبع ہوئی اس میں حضور نے اس مقدمہ کے متعلق پڑا تا مکاشفہ بھی شائع فرمایا۔

(۸)

## دعوت مباہلہ

حضرت اقدس نے ایک دعوت مباہلہ ۱۸۹۶ء میں شائع کی۔ جس میں لکھا کہ آپ لوگ علمی طور پر فیصلہ کرلیں یا مباہلہ کرلیں

پیر مہر علی شاہ صاحب کے مریدوں نے ان کو مقابلہ کے لئے کہا۔ تو انھوں نے کتاب شمس بازغہ لکھی۔ اس کا جواب ہدایت الرحمان سید محمد احسن صاحب امروہوی نے لکھا۔ پھر اشتہارات شروع ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین شرائط مقابلے کی رکھیں۔

(۱) قرآن کا علم
(۲) عربی زبان میں فصاحت
(۳) دعاؤں میں قبولیت کا شرف۔

اور فرمایا کہ ان تین باتوں میں سے کسی میں مقابلہ کرو۔ پیر صاحب نے لکھا کہ میں لاہور آرہا ہوں۔ آپ بھی لاہور آئیں۔ لاہور پہنچکر اس نے اعلان کیا کہ میں لاہور پہنچ گیا ہوں۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اعجاز المسیح شائع کی۔ اور فرمایا کہ تم نے مقابلہ کیا تو ہار کھاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔

کوئی شخص محمد حسن تھا۔ اس نے اعجاز المسیح پر کچھ نوٹ لکھے۔ خدا نے اسے ہلاک کردیا۔ وہی نوٹ پیر صاحب نے لے کر اپنے نام سے شائع کیے اور اس کا نام سیف چشتیائی رکھا۔ (باقی آئندہ)

# روایات

## چودھری امام الدین ساکن جسوکی ضلع گجرات

مقدمہ کرم دین میں جبکہ حضور جہلم تشریف لیگئے تھے اُسوقت آپ اور آپکے والد بزرگوار حسن محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوم جٹ سنوہو حضور کے دست مبارک پر بیعت کرکے سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ چودھری امام الدین صاحب روایت کرتے ہیں:۔

---

میں ابتدائی زمانہ میں قادیان میں آیا تھا۔ میں نے حضرت اقدس سے تین سوال دریافت کئے۔ حضور نے جو جواب دیئے اُن میں ایک سوال اور اس کا جواب تو میں بھول گیا۔ مگر دو سوال اور اُن کے جوابات مجھے اب تک یاد ہیں

پہلا سوال پانی کے متعلق تھا کہ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پانی کا جب تک مزہ اور رنگ و بو نہ بدلے اُسوقت تک پانی پاک ہوتا ہے پھر حضور نے فرمایا کہ ان ملانوں کی کیا بات کرتے ہیں انھوں نے نجات المومنین کتاب میں یہاں تک لکھدیا کہ بچے کی پیدائش کیوقت جب بچے کا سر باہر آئے اور نماز کا وقت ہو تو گڑھا کھود کر بچہ کا سر اس میں رکھ کر نماز ادا کرے

حضور نے فرمایا کہ:۔

اُسوقت عورت کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہوتا ہے اور علماء اس حالت میں بھی نماز کو فرض قرار دیتے ہیں۔ حضور کے اپنے الفاظ اسوقت یاد نہیں مگر میرے اپنے الفاظ اس کا مفہوم یہی تھا۔

(۲) دو آدمیوں کا جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اسوقت غالباً مولوی محمد احسن صاحب یا حضرت خلیفة المسیح اول تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ مسئلہ کسطرح ہے انھوں نے اسے اختلافی مسئلہ بتایا۔ پھر آپنے پوچھا کہ دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے تو انھوں نے کہا کہ ہاں ہو سکتی ہے آپنے فرمایا:۔ پھر جمعہ بھی ہو سکتا ہے۔

---

ان دونوں امور سے حضور کی شان حکم ظاہر ہوتی ہے پہلے مسئلہ میں حضور نے بتایا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ عورت نزع کی حالت میں ہو علماء اسپر نماز فرض کرتے ہیں۔ مگر حضور اس حالت میں اسپر نماز فرض نہیں فرماتے

اسی طرح جمعہ کے لئے جس جگہ دو ہی احمدی ہوتے ان کے لئے حضور نے جمعہ کے مسئلہ کو نہایت آسانی سے حل فرمادیا کہ جب دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے تو دو آدمیوں کا جمعہ بھی ہو سکتا ہے۔

# منکرین خلافت کا انجام

مولانا جلال الدین صاحب شمس کی جماعت میں جو پوزیشن ہے وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ان کی قابلیت کا سکہ مسلمہ طور پر عربی ممالک کے علماء نے بھی مانا۔ مصر میں میرا ایک چشم دید واقعہ ہے کہ مولانا ایک دفعہ جمعیتہ مکارم اخلاق میں تقریر فرما رہے تھے۔ ہزارہا بندگان خدا کا مجمع تھا جن میں بلا دریب سیکڑوں علماء شامل تھے۔ عصمت انبیاء کا مضمون تھا جس عمدگی اور سلاست اور روانگی سے اس موضوع پر بحث کی اس کو سنکر ایک شخص بے اختیار کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس نے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو ابن عباس ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کے لئے دوبارہ بھیجا ہے۔ یہ فقرہ ہزارہا بندگان خدا نے سنا اور آج تک بہت سے اشخاص کو یاد ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے اور آپکی شخصیت اور مسلمہ قابلیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا کا یہ خاصہ ہے کہ وہ جس موضوع کو لیتے ہیں علمی طور پر اس کی وسیع تحقیقات کرتے ہیں اور اس کی گہرائیوں تک اتر جاتے ہیں گذشتہ سالانہ جلسہ پر آپنے منکرین خلافت کے انجام کے نام سے ایک تقریر کی جس میں پیغامی فتنہ کا پورا علاج تھا جس کا اعتراف خود پیغام صلح نے یہ لکھکر کیا کہ

**جلال الدین شمس کی زہریلی تقریر**

زہر کی خاصیت ہلاک کرنا ہے اور جب پیغام نے تسلیم کر لیا کہ اس تقریر کی ثبوت ان کے لئے تحقیق ہلاکت ہے اس سے بڑھ کر اس کی تعریف کیا ہو سکتی ہے۔

مولانا شمس نے بہت سی مفید معلومات کے اضافہ کے ساتھ اب اس تقریر کو کتابی شکل میں شائع فرمایا اور یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب مجلس مشاورت کے چھپنے دو دنوں میں ساری کی ساری

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۳۵ء جلد ۳۸ نمبر ۱۳)

ان قسموں میں ایسا فلسفہ بھرا ہوا ہے کہ حکمت کے ابواب کھلتے ہیں۔ غرض یہ حرب ہمارا کام ہے۔ جس کی آج ضرورت ہے۔ اس سے علوم کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔ اور مخالف بھی حجت اور بینہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ پنجاب کے لوگ جن معارف اور حقائق سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ بلاد شام اور دیگر ممالک اسلامیہ میں اُن کا نام و نشان تک نہیں ہے اسلئے کہ ہم پر تو مصیبت آچکی ہے۔ ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ اسلئے ہم کو قوت متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے حضور اُن مشکلات کو پیش کرنا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرماتا ہے اور اپنی پاک کتاب کے حقائق و معارف سے اطلاع دیتا ہے حکما لکھتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے وہ بیکار ہو جاتی ہے۔

ہمارے ایک ماموں صاحب تھے وہ پاگل ہو گئے اُن کی فصد لی گئی۔ اور اُن کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں انھوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتا ہے۔

ہندوؤں میں جوگی اور ایسا ہی راہب وغیرہ جو عورتوں کے قابل نہیں رہتے۔ اس کے دو ہی سبب ہوتے ہیں یا تو بد معاشیوں کی کثرت کیوجہ سے یا انقطاع کلی کے بعد اور اس امر کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ کہ جن اعضاء کو بیکار چھوڑ اگیا وہ آخر بالکل نکمے ہو گئے۔

اسوقت جو ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بیکار نہ کریں۔ اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنے قلموں کے نیزوں کو تیز کریں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر

**ہم کو یہ موقع دیا کہ اس نے سلطنت انگریزی میں ہم کو پیدا کیا۔**

محسن کے احسان کی شکر گذاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ

**ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک مادہ اُس نے**

**اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں۔ اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں۔ کہ اُس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پر جفا زمانہ سے نجات دلانے کیلئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے**

**بھیج دیا۔** اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا۔ تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے۔ چہ جائیکہ ہم اُن کا جواب دے سکتے۔

اب ہم اُن اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گذار ہوں گے۔ ہم کو غور و فکر کا موقع ملا دعاؤں کا موقع ملا۔ اور اس طرح یہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم کھولے۔ اگرچہ مبدء فیاض وہی ہے۔ لیکن انسان اپنے میں ایک قابل بناتا ہے اسپر بلحاظ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کیوجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہر قابل بن رہے ہیں۔ اور ان کی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اسلئے ہم کو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب امن سے ہم رنگ ہو۔ جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لیکر نکلنا چاہیئے۔ اور وہ ہتھیار ہے

## قلم

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام

## سلطان القلم

رکھا اور میری قلم کو

## ذوالفقار علی

فرمایا۔ اس میں یہی سر ہے کہ یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی اسلئے

**تقویٰ اختیار کرو**

کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اور میں گن نہیں سکتا۔ کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی

فتح چاہتے ہو تو

**متقی بنو**

میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں بھی بہت بڑی جائیدادیں اور روپیہ اس کام کے لئے وصیت کر جاتے ہیں۔ آجکل کے مسلمانوں میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ ہمارے لئے جو بڑی سے بڑی مشکل ہے وہ **اشاعت کے لئے مالی امداد کی ضرورت** ہے۔ یہ تو تم یاد رکھو کہ آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔ لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنا دے۔ اسلئے بندوں کو مالی امداد کی ضرورت ظاہر کرنی پڑتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد مانگی اور اسی طرز پر جو منہاج نبوت کی طرز ہے۔ ہم بھی اپنے دوستوں کو سلسلہ کی ضروریات سے اطلاع دیا کرتے ہیں مگر میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر ہم کچھ روپیہ بھی اشاعت کے لئے جمع کر لیں۔ تو یہ تو ظاہر بات ہے کہ اسقدر نہیں کر سکتے جس قدر پادریوں کے پاس ہے۔ اور اگر اتنا بھی کر لیں تو بھی میرا ایمان یہی ہے کہ

**فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو**

اسلئے ضروری امر یہ ہے کہ **ہم اپنے اخلاق اور عمل میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔**

پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے۔ اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ

**خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو**

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۱ تاریخ تقریر یکم جون ۱۹۰۱ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین کی تائید میں عجیب در عجیب پر زور مضامین لکھے جانے پر گفتگو تھی۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

مہوتسو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا۔ اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھایا۔ اسکو سن کر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا منہ بنایا۔ اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف اس مضمون کے غالب رہنے کی خبر

دیکھی اور بالآخر جب وہ مضمون پڑھا گیا تو مخالفین نے بھی اُسی جلسہ میں اقرار کیا کہ اسلام کی فتح ہوگئی۔ شروع میں اس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس کو ایک دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ تو اُسے کہا گیا کہ واپس ہوتے ہوتے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دوکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اس عطار کی دکان پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشیوں میں بھرے پڑے ہیں۔ اور دکان خوشبو سے مہک رہی ہے۔ اور لوگ اپنی اپنی ضروریات کے مطابق عطر خرید رہے ہیں۔

پس اس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطر کی خریدی۔ پر اسقدر خوشبو دار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اس کو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبو دار نہ معلوم ہوئی۔ یہاں تک کہ اس نے جرأت کرکے عطار کو شکایت کے طور پر کہا کہ یہ شیشی عطر کی تو مجھ کو بہت دور لے جانی ہے اور لوگ شوق سے آکر دیکھیں گے کہ یہ مشہور دکان سے آئی ہے پر افسوس تو نے اپنے نام کی عزت کے لائق مجھے عطر نہیں دیا۔ جو بہت خوشبو دار اور لطیف ہوتا۔ عطار نے جواب دیا کہ تو اس کو لے جا اور ایسا نہ سمجھ کہ یہ ادنیٰ عطر ہے۔ باہر جاکر تو اس کی قدر و قیمت کو معلوم کرے گا۔ پس وہ وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن کا راہ کیا۔ اور اس شیشی کو اپنے ساتھ رکھا۔ وہ جس راہ سے گذرتا تھا اس راہ پر پیچھے آنے والے اس عطر کی خوشبو کو پاتے اور آپس کہتے کہ یہاں سے کوئی شخص نہایت خوشبو دار عطر لے کر گذر رہا ہے۔

یہ بات پیش ہوئی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور کے اس الہام (وحی) میں

انا انزلنٰه قريبًا من القاديان

لفظ قادیان پر ال کیوں آیا ہے۔ حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا:-

اول تو اور بھی کئی ایک گاؤں کا نام قادیان ہے اسواسطے ال آیا ہے۔ دوم یہ کہ یہ لفظ اصل میں قاضیان تھا۔ یعنی اس گاؤں کا پہلا نام قاضیان تھا اور اس نام میں خداتعالیٰ نے ایک پیشگوئی رکھی ہوئی تھی کہ اس جگہ وہ شخص پیدا ہوگا جو حکم عدل ہوگا اسلئے ایک وصفی مادہ کو ملحوظ رکھنے کے اس لفظ پر ال لایا گیا۔

۳ر جون ۱۹۰۱ء - اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں جو فرمایا ہے:-

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرايته خاشعًا متصدعًا من خشية الله

اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:-

ایک تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اُترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا جب جمادات پر اس کی ایسی تاثیر ہے۔ تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں۔ جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اول تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوتا ہے گر کر زمین کے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعًا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے۔ وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں۔ اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔

فرمایا:- حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور اُن کے طرح طرح کے بد اور جانستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہیگا اور کامیاب ہوگا۔ ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا آنحضرتؐ کے لفظ لفظ میں معارف اور اسرار ہیں

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ تاریخ تقریر ۷ر جون ۱۹۰۱ء)

عدالتوں کا ذکر اور عدالتوں میں گواہوں کا وکلاء اور حکام کے رعب میں آجانے کا کچھ ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

عدالتوں میں اکثر گواہوں پر حاکموں اور وکیلوں کا ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ انسانوں کے حقوق کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اور کچھ نہ کچھ بیجا اور غلط بات منہ سے نکال دیتے ہیں۔ جس سے ظلم پیدا ہوتا ہے۔ عدالتوں کا رعب بھی ایک شرک ہے ان الشرك لظلم عظيم

فرمایا:- بعض انگریز مقدمات کے فیصلہ کرنے میں بہت چھان بین کرتے اور غور سے سوچ سوچ کر فیصلہ کرتے ہیں۔

قدرت کی بات ہے کہ مرزا صاحب (والد صاحب) کے وقت میں اسامیوں کے ساتھ ایک مقدمہ پر میں امرتسر کمشنر کی عدالت میں تھا۔ فیصلے ایک دن پہلے کمشنر اسامیوں کی نہایت رعایت کرتا ہوا اور اُن کی شرارتوں کی پروا نہ کرکے عدالت میں کہتا تھا کہ یہ غریب لوگ ہیں تم ان پر ظلم کرتے ہو اس رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ انگریز ایک چھوٹے بچے کی شکل میں میرے پاس کھڑا ہے اور میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں

صبح کو جب ہم عدالت میں گئے۔ تو اس کی حالت ایسی بدلی ہوئی تھی کہ گویا وہ پہلا انگریز ہی نہ تھا۔ اس نے اسامیوں کو بہت ہی ڈانٹا۔ اور مقدمہ ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اور ہمارا سارا خرچہ بھی اُن سے دلایا۔

فرمایا:- حاکم کے لئے دین کا ایک حصہ یہ ہے کہ وہ مقدمات میں اچھی طرح غور کرے۔ تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہو جائے۔

فرمایا:- دیکھو جب انسان مستقل مزاج اور ٹھنڈی طبیعت کا نہ ہو تو ان دنیوی حاکموں کے سامنے کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ تو کیا حال ہوگا اسوقت جبکہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے

فرمایا۔ تورات کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو۔ وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور جو صلیب دیا جاتا ہے وہ بھی ملعون ہوتا ہے۔ تعجب ہے عیسائیوں نے اپنی نجات کیوا سطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کر لیا کہ یسوع صلیب پر جاکر ملعون ہوگیا۔ جب ایک لعنت کو انھوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے۔ تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے۔ تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جاتے۔ جب لعنت کا لفظ آگیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو۔ مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رد کیا ہے۔ اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ اُن کی پیدائش بھی پاک تھی۔ اور اُن کا مرنا عام لوگوں کی طرح تھا صلیب پر نہ تھا۔

فرمایا:- متقی خدا کی طرف جاتا ہے۔ اور دنیا اس کے پیچھے خود بخود آتی ہے۔ پر دنیا دار دنیا کی خاطر رنج اور تکلیف اُٹھاتا ہے۔ پھر بھی اسے دنیا سے آرام نہیں ملتا۔ دیکھو صحابہ نے دنیا کو ترک کیا اور وہ دنیا میں بھی بڑے مالدار ہوتے اور عاقبت کا بھی پھل کھایا۔

سوال ہوا کہ بعض مخالف بھی الہامات کا دعویٰ کرتے ہیں تو صادق اور کاذب میں کیا شناخت ہوئی۔ فرمایا:-

یہ بہت آسان ہے وہ ہمارے مقابل میں اگر دعویٰ شائع کریں کہ اگر ہم سچے ہیں تو ہمارا مخالف ہم سے پہلے مرجائے گا۔ تو ہمیں پختہ یقین خدا کی طرف سے دیا گیا ہے کہ اگر ایک شخص ہو جس کا عمر جس کے واسطے زندگی کے تمام سامان موجود ہوں۔ اور کثیر حصہ اس کی عمر کا باقی ہو وہ یہ دعویٰ کرکے ہمارے برخلاف کھڑا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے ہم سے پہلے موت دیگا۔

(تاریخ تقریر ۱۴ر جنوری ۱۹۰۸ء)

فرمایا:- لوگوں کو لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھیں۔ عذاب سے پہلے ڈرنا چاہیئے۔ ؎

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو لوط وغیرہ قوموں کا انجام کیا ہوا۔ ہر ایک کو لازم ہے کہ دل اگر سخت بھی ہو تو اس کو ملامت کرکے خشوع و خضوع کا سبق دے ہماری جماعت کیلئے سب سے ضروری ہے کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اگر کوئی دعویٰ تو معرفت کا کرے۔ مگر اس پر چلے نہیں۔ تو یہ لاف و گذاف ہی ہے۔ اسلئے ہماری جماعت دوسروں کی غفلت سے خود غافل اور اُن کی محبت کو سرد دیکھ کر اپنی محبت کو ٹھنڈی نہ کرے۔

انسان بہت تمنائیں رکھتا ہے۔ غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ آرزوں کے موافق زندگی کبھی نہیں چلتی ہے۔ آرزوؤں کا سلسلہ اور ہے اور قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور یہی سچا سلسلہ ہے۔ یاد رکھو خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اسے کیا معلوم ہے اس میں کیا کیا لکھا ہے

اسلئے دل کو جگا جگا کر متوجہ کرنا چاہیئے۔
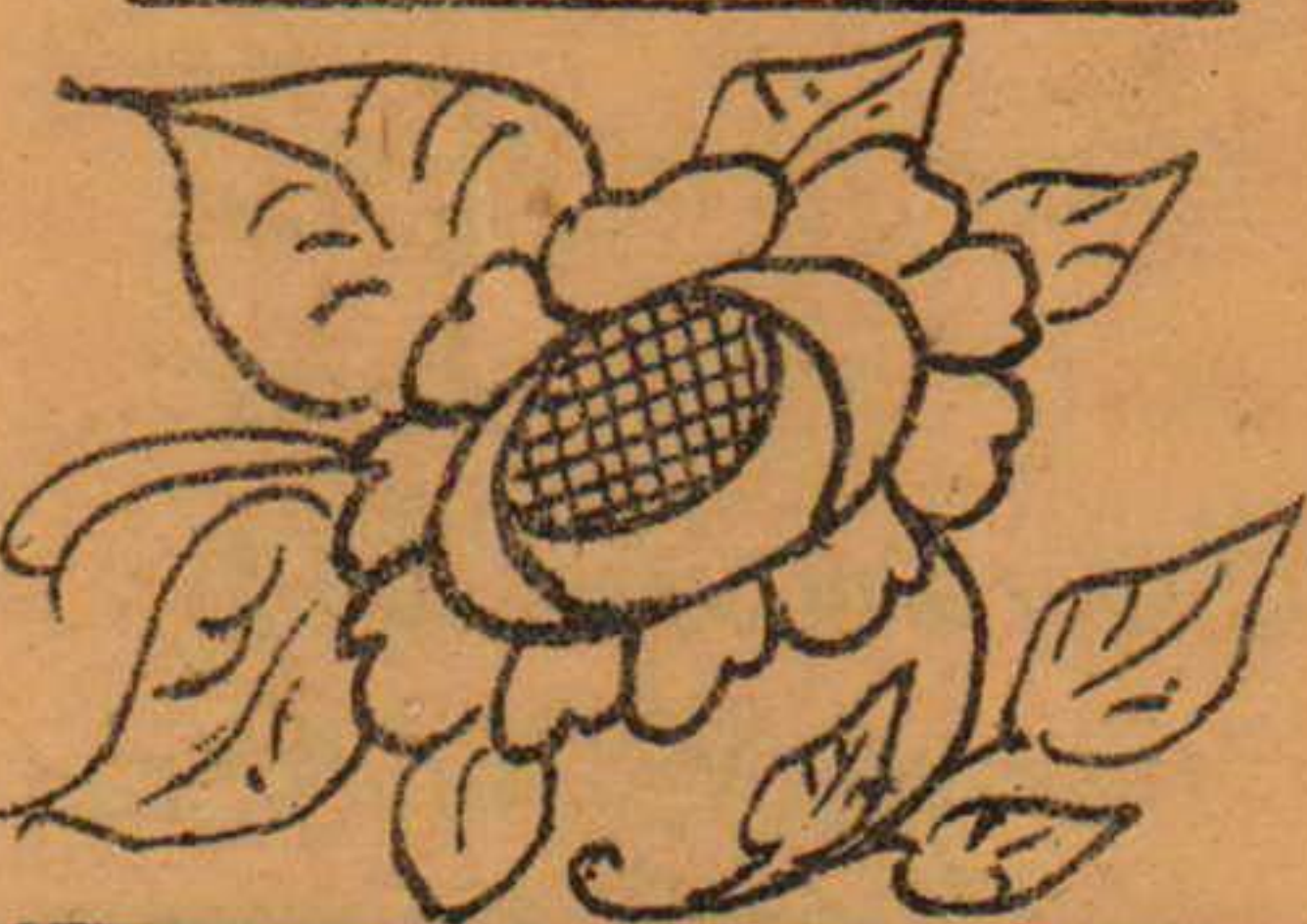
# میں کیونکر احمدی ہوا؟

## حضرت مولوی غلام رسول صاحب وینس لنگوی کے حالات

حضرت مولوی غلام رسول صاحب سلسلہ کے پُرانے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ علم دین میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ آپنے ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریری بیعت کی۔ اور بعدازاں لاہور میں ۱۹۰۸ء میں آپ کو دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

مولوی غلام رسول صاحب لنگوی اپنی خاندانی روایات کے ماتحت حافظ قرآن ہیں۔ آپکے خاندان میں سب حافظ چلے آئے ہیں۔ آپکے والد صاحب اور دادا صاحب بھی حافظ تھے۔ آپنے ۹ برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور دس برس کی عمر میں سنایا۔ اپنے والد صاحب سے فارسی اور طب پڑھی۔ اور ابو الکمل مولوی امام الدین صاحب سے منطق۔ حمد اللہ سلم۔ قاضی مبارک۔ ملاحسن۔ بدیع بیان اور مطول غرض مولوی فاضل کا سارا نصاب پڑھا۔ اور فارسی میں منشی فاضل تک کی کتب درسیہ پڑھیں۔ مگر امتحان میں شامل نہ ہوسکے۔

آپ ایک اعلیٰ درجہ کے خوشنویس ہیں۔ باوجود کافی عمر کے آپ ابھی جوان معلوم ہوتے ہیں۔ اور چہرے پر ابھی تک جوانی کی لہر دوڑتی ہے۔ آپ سلسلہ کے ہر ایک کام اور ہر ایک تحریک میں بڑے جوش اور اخلاص سے حصہ لیتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف اپنے علاقہ میں صاحب جائیداد ہیں۔ جن دنوں آپ نئے نئے احمدی ہوئے تھے ان ایام میں مخالفین نے آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں۔ آپنے تمام مصائب کو صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ دشمنوں کے طعن و تشنیع سنے مگر احمدیت کو نہ چھوڑا۔ مخالفین کے ہاتھوں دکھ اٹھائے مگر جس نور اور صداقت کو قبول کیا تھا اسپر ثابت قدم رہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی عمر میں برکت دے۔ آپ کو خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور آپ کی اولاد کو بھی خادم دین بنائے۔ (ایڈیٹر)

### پیغام احمدیت

میں مسمی غلام رسول ولد فضل الٰہی قوم جٹ وینس ساکن لنگے تحصیل و ضلع گجرات (پنجاب) کا رہنے والا ہوں۔ مجھ کو احمدیت کا پیغام اس طرح ملا کہ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تعطیلات میں مولوی غلام قادر صاحب ساکن چیمہ الموالی ضلع سیالکوٹ جو ایک صوفی منش بزرگ تھے اور جن سے میرے والد صاحب کو حسن عقیدت تھی میرے والد صاحب کے پاس تشریف لائے۔ اور انکی ملاقات کے لئے ابو الکمل مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گجرات اور سید غلام محی الدین شاہ صاحب ساکن الیشرہ ضلع گجرات بھی ہمارے مکان پر وارد ہوئے۔ ان ہی ایام میں ایک واعظ احمد دین نامی سکنہ بادشاہنی ضلع جہلم جو وعظ کرنے کی غرض سے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا وہ بھی ہمارے گھر آگیا۔ دوران گفتگو میں مولوی احمد الدین نے تعجب انگیز لہجہ میں بیان کیا کہ ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو مدعی مہدویت اور مسیحیت ہے۔ اس کا ایک بھائی بھی ہے۔ جو چوہڑوں کا پیر ہے۔ چوہڑوں کے پیر نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے "رسالہ ہردو کافر" جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور مرزا صاحب دونوں کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ دونوں نے باہم ایک دوسرے کو کافر کہا ہے اسلئے دونوں کافر ہوئے۔

سید غلام محی الدین اور ابو الکمل مولوی امام الدین صاحب بھی یہ بات سن رہے تھے۔ میں بھی اس مجلس میں تھا۔ میں ان دنوں مراح الارواح صرف کی کتاب مولوی امام الدین صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ اسوقت میں سبق پڑھ رہا تھا کہ مولوی صاحب نے اس بات کی طرف توجہ کی۔ میرے والد صاحب بھی اس کو توجہ سے سن رہے تھے۔ مولوی غلام قادر صاحب نے میرے والد صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ ان باتوں میں اسقدر دلچسپی کیوں لے رہے ہیں۔ جو لوگ اہل حال ہوتے ہیں ان کی حالت کو اہل قال نہیں سمجھتے۔ مرزا صاحب ایک عارف باللہ اور صاحب حال ہیں۔ ان کے متعلق اگر آپنے دریافت کرنا ہے تو قاضی ضیاء الدین صاحب (قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی کے والد) سکنہ کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ سے دریافت کرسکتے ہیں

اسپر وہ واعظ تو خاموش ہوگیا۔ اور مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بہت تعریف کی جس سے ہمارے دلوں میں مرزا صاحب کے حال دریافت کرنے کے لئے توجہ پیدا ہوئی۔ چنانچہ تین چار ماہ بعد میرے والد صاحب کوٹ قاضی میں قاضی ضیاء الدین صاحب کے پاس گئے۔ مگر ملاقات نہ ہوسکی۔ کیونکہ ان دنوں قاضی صاحب قادیان میں تشریف لاچکے تھے

### جلسۂ اعظم مذاہب لاہور

اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں جب لاہور میں جلسہ مہوتسو ہوا تو اسپر حضرت صاحب کا لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی پر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا۔ سامعین میں چوہدری عطا محمد صاحب ذیلدار سکنہ گھوڑوال غربی تحصیل و ضلع گجرات بھی تھے۔ چونکہ وہ میرے والد صاحب کے کلاس فیلو تھے۔ وہ لاہور سے واپس آکر میرے والد صاحب کو ملے۔ انھوں نے اس لیکچر کا ذکر جو وہ لاہور سے سنکر آئے تھے بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا کہ وہ مضمون جلسہ کے تمام مضامین پر غالب رہا اور سوالات کے جوابات نہایت بسط سے انھوں نے دیئے جو روحانیت سے پر ہیں۔ چونکہ وہ کتاب ابھی چھپی نہیں۔ اسلئے میں اسے نہیں لاسکا مگر چند نوٹ جو وہ لکھ کر لائے تھے انھوں نے سنائے اس سے میرے والد صاحب کی بہت حد تک تسلی ہوگئی۔ مگر دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کے متعلق ابھی انھیں شک ہی رہا

قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور میں۔ اور قاضی اکمل صاحب کے والد صاحب مولوی امام الدین صاحب سے عربی کتب درسیہ پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں اخبارات میں اکثر لیکھرام کے متعلق ذکر آتا تھا۔ اور اس سے پہلے اس کی کتاب خبط احمدیہ بھی شائع ہوچکی تھی لیکھرام حضرت اقدس کے متعلق مضامین بھی لکھتا رہتا تھا۔ اسلئے اخبارات میں اس کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ یہ اخبارات اور مضامین ہماری نظر سے بھی گزرتے تھے۔

### ابو الکمل صاحب کی قادیان میں آمد

انھیں دنوں ابو الکمل مولوی امام الدین صاحب جو پیر ظہور حسن صاحب نابینا قادری سکنہ بٹالہ سے عقیدت رکھتے تھے بٹالہ تشریف لاتے تو بٹالہ سے انھوں نے دسمبر ۱۸۹۶ء میں قادیان جانیکا ارادہ کیا۔ اور وہ قادیان حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ مولوی صاحب حنفی المذہب تھے۔ اسلئے انھوں نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ انھیں کوئی عمل بتایا جائے۔ آپنے فرمایا **نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کیا کرو**

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اسطرح تو نماز ٹوٹ جاتی حضرت اقدس نے فرمایا **اس سے تو نماز جڑ جاتی ہے**

پھر مولوی صاحب واپس آگئے اور حضرت صاحب نے چند کتابیں۔ توضیح مرام۔ فتح اسلام اور درثمین (بڑی تقطیع) مولوی صاحب کو عنایت فرمائیں مولوی صاحب جب واپس بٹالہ پہنچے تو پیر صاحب کے قادیان جانے کا ذکر کیا۔ پیر صاحب یہ سن کر بہت ناراض ہوئے کہ تم وہاں کیوں گئے۔ اور جو کتابیں حضرت مرزا صاحب کے ساتھ پڑھی تھیں۔ وہ کتابیں بھی

نہیں ہوئیں۔ اسپر مولوی صاحب نے وہ نمازیں دوبارہ ادا کیں اور مولوی صاحب وہ کتابیں گھر لے گئے۔

ان دنوں مولوی امام الدین صاحب کے زیر مطالعہ سر سید احمد خان صاحب کی تفسیر قرآن تھی۔ وہ رسائل جو مولوی صاحب لائے تھے۔ میں نے اور اکمل صاحب نے پڑھنا شروع کر دیئے۔ درثمین میں اشعار ؎

الا اے دشمن نادان و بیراہ
بترس از تیغ بران محمد

بھی پڑھے۔ چونکہ لیکھرام کے حالات اخبارات میں پڑھے ہوئے تھے۔ اسلئے یہ کتابیں ہمنے بہت دلچسپی سے پڑھیں

## تحریری بیعت

اور یہ خیال ہو گیا کہ مرزا صاحب اور لیکھرام کے درمیان جو دعائے مباہلہ ہوئی ہے اس کا اثر دیکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ لیکھرام ۱۸۹۷ء میں قتل ہو گیا اور مرزا صاحب کی فتح اور کامیابی اخبارات میں بھی شائع ہو گئی۔ اسوقت ہم نے ۱۸۹۷ء میں بیعت کے لئے حضرت اقدس کی خدمت میں خطوط لکھدیئے

چونکہ طالب علمی کا زمانہ تھا اسوقت مولوی عالم کی کتابیں پڑھتے تھے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے تو پھر تعلیم کی طرف سے بالکل توجہ ہٹا لی۔ اور صرف حضرت صاحب کی کتب پڑھنی شروع کر دیں۔ اسلیئے ہم نے مولوی راجیکی کا نام صوفی رکھدیا

اسوقت ہم نے بیعت تو کر لی مگر عام چرچا نہ ہوا میرے والد صاحب کو حضرت اقدس سے عقیدت رہا خاکسار کے بڑے بھائی مولوی محمد ابراہیم صاحب جو ضلع گوجرانوالہ میں مدرس تھے۔ جب گھر آتے تو حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی گفتگو کرتے جب وہ اکثر مسائل میں لاجواب ہو جاتے۔ تو پھر ناراضگی کے لہجہ میں والد صاحب کو کہتے کہ آپ اس کو رد کیوں نہیں کرتے۔ والد صاحب فرماتے کہ آپ اسکو جواب دیں۔ رد کرنے کے کیا معنی۔ اگر یہ حق بات کہتا ہے تو اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔

کچھ عرصہ کے بعد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور خاکسار کے متعلق عام چرچا ہو گیا کہ یہ مرزائی ہو گئے ہیں۔ لوگ میرے والد صاحب سے عموماً پوچھتے۔ تو آپ فرماتے کہ بزرگوں کی بزرگی کے متعلق سخت کلامی نہیں کرنی چاہیئے۔ میرے والد کی زندگی تک تو لوگ میری مخالفت نہیں کرتے تھے۔ مگر جب والد صاحب ۱۹۰۲ء میں فوت ہو گئے تو بعد میں مجھے ان لوگوں نے جامع مسجد کا امام مقرر کر دیا۔ جمعہ اور عیدین سارا قصبہ میرے پیچھے ہی ادا کرتا تھا۔ لوگ احمدیت کے متعلق زیادہ چرچا کرتے تھے۔

## خواب میں حضرت اقدس کی زیارت اور بیعت

اس کے بعد مجھے خواب میں حضرت اقدس کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے آپ کو وعظ فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسوقت مجھے خیال ہوا کہ حضور کی زیارت کے لئے جاؤں چنانچہ حضرت اقدس اگست ۱۹۰۴ء میں لاہور تشریف لائے۔ میں بھی سن کر لاہور پہنچا۔ حضرت صاحب میاں معراج الدین صاحب کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ ان کے مکان کے متصل شرقی جانب ایک جلسہ گاہ تھی جہاں حضرت صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ وہ نظارہ جو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہی ظہور میں آیا۔ پھر میں نے حضرت صاحب کے دست مبارک پر دوبارہ بیعت کی۔

## مخالفت

وہاں مخالف حضرت صاحب کے بہت سے سوانگ بھرتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ۳ ستمبر کو لیکچر اسلام جو لاہور میں حضرت صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ اور جس کو مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے منڈوہ میں جو داتا گنج بخش کی طرف ہے پڑھ کر سنایا تھا۔ سامعین کی تعداد قریباً دس ہزار سے زائد تھی۔ منڈوا بالکل پر تھا اور بہت سے لوگ باہر کھڑے ہو کر سن رہے تھے۔

بیرون دہلی دروازے سے کر شاہ محمد غوث اور داتا گنج بخش تک راستہ میں مختلف جگہوں پر مخالفین کے جلسے ہو رہے تھے۔ اور لوگوں کو ہمارے جلسہ میں جانے کے لئے روکا جاتا تھا۔ خدا کے فضل سے ایسا ہوا کہ جب حضرت اقدس جلسہ پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تو آپکے ساتھ حفاظت کے لئے کچھ رسالہ کے سوار بھی تھے اور گارد بھی تھی۔ جس راستے سے حضرت صاحب نے منڈوے تک جانا تھا۔ وہ لوگ جو مولویوں کی بدکلامی سن رہے تھے۔ ان میں سے کثیر تعداد حضرت صاحب کے پیچھے ہو لی اور سب نے بڑی خاموشی سے حضور کے لیکچر کو سنا۔ چنانچہ میرا ماموں زاد بھائی حکیم کرم الہی جو بلاد عربیہ کا سیاح بھی ہے اور مخالف بھی تھا۔ وہ بھی وہاں پہنچ گیا اور پر امن طریق سے لیکچر سنتا رہا اور بہت متاثر ہوا تین گھنٹہ کے بعد لیکچر ختم ہوا۔ مولوی عبد الکریم صاحب جب لیکچر پڑھتے تھے تو لوگوں پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا مگر جب درمیان میں آیات قرآنی تلاوت فرماتے تو لوگ جھومنے لگتے۔ اور کوئی کسی قسم کی آواز تک نہ نکالتا۔ سب سامعین ہمہ تن گوش بنے ہوئے بیٹھے تھے۔

## مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی لحن داؤدی

لیکچر ختم ہونے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوئے تاکہ لوگوں کا شکریہ ادا کریں۔ مگر سامعین نے جو اتنا عرصہ خاموش رہے تھے حضور کے کھڑے ہونے کے ساتھ چیرز کے طور پر تالیاں بجائیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور بہت سے سپاہی جو انتظام کے لئے آئے ہوئے تھے لوگوں کو خاموش کراتے رہے۔ مگر غوغا کسی طرح کم نہ ہوا۔ حضور علیہ السلام تو کھڑے ہی رہے مگر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے بیٹھے ہی بیٹھے تلاوت شروع کر دی اور سورہ فرقان کا آخری رکوع پڑھنے لگے پہلی آیت پڑھنے تک شور رہا مگر جب آپ کی زبان سے فقرہ آمنوا کا لفظ نکلا اسوقت تک جلسہ میں بالکل خاموشی ہو چکی تھی۔ پھر مولوی صاحب نے رکوع ختم کیا اور معاً بعد حضرت صاحب نے سامعین اور منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ آج تو مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن سے باجے کا کام لیا

اسپر میرے ماموں زاد بھائی نے مجھے کہا کہ میں نے بیت اللہ شریف۔ مدینہ شریف۔ حیفا۔ بصرہ اور بغداد شریف وغیرہ میں سفر کیا ہے۔ اور اکثر عربی زبان کے قاریوں سے قرآن شریف سنا ہے مگر اس خوش الحانی اور لب و لہجہ سے آجتک قرآن مجید کبھی نہیں سنا۔ گو اس نے حضرت صاحب کی بیعت نہ کی مگر مخالفت ترک کر دی۔

## اپنے گاؤں کو واپسی

جب حضرت صاحب قادیان واپس تشریف لے گئے تو خاکسار اپنے گاؤں واپس چلا گیا واپس جاتے ہی میری مخالفت شروع ہو گئی۔ پھر وہ لوگ جو مجھ سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور وہ جو دوستانہ تعلقات رکھتے تھے سب الگ ہو گئے یہاں تک کہ میری زمینداری کے کھیتوں کو اجاڑتے تھے۔ اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے تھے۔

---

## ظفر منزل قادیان کا سنگ بنیاد
## اور
## ایک غلطی کا ازالہ

الحکم ۱۴ اپریل میں میں نے جو روئیداد لکھی ہے اس کے ایک حصہ کے متعلق میرے ایک محترم نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ اس کا یہ فقرہ "تا خدا سنت ابراہیمی کے باعث اس مکان کو ہمیشہ کے لئے کعبہ کی طرح آنے اور جانیوالوں کے لئے مبارک کرے" پڑھنے والوں کے دل میں یہ خیال پیدا کر سکتا ہے کہ میں اس مکان کو کعبہ سے تشبیہ دے رہا ہوں۔ میری غرض تو صرف اس کی آبادی سے تھی اور ہے۔ اگر کسی شخص کو اس قسم کا خیال پیدا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے میں یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ اس فقرہ کو یوں درست سمجھا جائے:-

"اس سنت ابراہیمی کے باعث اس مکان کو قیامت تک اللہ تعالیٰ آباد رکھے اور اس کے ساکنین کو اپنے فضلوں سے مالا مال کرے" آمین (ایڈیٹر)

---

**وصیت نمبر ۴۰۶۱** حکہ زیب بیگم بنت مدد خان قوم راجپوت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:- غیر منقولہ مبلغ دو ہزار روپیہ بصورت مہر جو کہ میرے شوہر کے ذمہ ہے اور زیور ایک صد روپیہ کا ہے۔

# ۲۶ مئی کو الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع ہوگا

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ اور ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ اس کی ۵ ہزار کاپیوں کا انتظام قبل از وقت ہو جائے۔ اسکے لئے میں

## محبان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی یا کم از کم دس دس کاپی لے کر تقسیم کریں۔ اس میں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ۵/۸ روپیہ فی سیکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور فدائی خدام جلد سے جلد اپنے نام دے دیں گے۔ جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔

میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (خاکسار عرفانی)



## حیات احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چالیس سالہ زندگی کے حالات پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی۔ اس لئے سو سو صفحہ کے حصص میں شائع ہو رہی ہے جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر جس میں

### ۱۸۸۳ء تک کے حالات

ہیں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے

اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو جائے تو اس کے لئے کم از کم ۵۰۰ خریدار مکمل ہو جاویں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ

ہر احمدی کے گھر میں ہونی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

## مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی اب پانچویں جلد شائع ہو گئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے

پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں

دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں

تیسرے نمبر میں چودھری رستم علی خان رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔

چوتھے نمبر میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں۔

اس سلسلہ کی ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کر دی جائے گی تھوڑی جلدیں طبع ہیں احباب جلد منگوالیں

### حیات النبی ہر دو حصہ

حضرت مسیح موعود ؑ کی چالیس سالہ زندگی کے حالات۔ قیمت فی جلد عہ

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان

## احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں کو (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں) الحکم کا پرچہ ارسال ہے اور مجھے ہر گونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کریں گے

اگر وہ کسی وجہ سے خریدار نہ رہنا چاہیں تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جاتے۔ اگر وہ خریدار نہ ہونا چاہیں۔ تو بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ الحکم کے اس دور میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کچھ حساب نہ رہے

میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب و سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے۔ ع عرفانی

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)